زمین کا مذہب“ میں عورت کا تجربہ اور جدید تانیثی تنقید”

اردو ادب میں خواتین کے تجربات اور احساسات کو بیان کرنے والی تخلیقات جدید ادبی تنقید میں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ خاص طور پر تانیثی تنقید (Feminist Criticism) نے ادبی متون کو نئے زاویوں سے دیکھنے کی راہ ہموار کی ہے۔ زیرِ نظر شعری مجموعہ”زمین کا مذہب “ میں ثمینہ گل نے زندگی، محبت، سماجی رویوں، انسانی رشتوں اور وجودی احساسات کو مختلف نظموں کی صورت میں پیش کیا ہے۔ جدید تانیثی نظریات کے تناظر میں اس شعری مجموعہ کا مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ ثمینہ گل کے ہاں عورت کے داخلی شعور، سماجی جبر اور شناخت کی تلاش کے متعدد پہلو نمایاں ہیں۔

تانیثی تنقید دراصل ادب میں عورت کی نمائندگی، اس کے تجربات اور اس کی سماجی حیثیت کا مطالعہ کرتی ہے۔ بیسویں صدی کے دوسرے نصف میں مغرب میں اس نظریے نے باقاعدہ ادبی اور فکری تحریک کی شکل اختیار کی۔ لبرل فیمنزم عورت کے مساوی حقوق اور معاشرتی برابری پر زور دیتا ہے، جبکہ ریڈیکل فیمنزم مردانہ غلبے (Patriarchy) کو عورت کی محرومیوں کی بنیادی وجہ قرار دیتا ہے۔ اسی طرح سوشلسٹ فیمنزم معاشی اور سماجی ڈھانچے کو عورت کی محکومی سے جوڑ کر دیکھتا ہے اور پوسٹ ماڈرن فیمنزم عورت کی شناخت کو ایک پیچیدہ اور متغیر تصور کے طور پر پیش کرتا ہے۔

عصری ادبی تنقید میں پوسٹ ماڈرن فیمنزم ایک اہم فکری رجحان کے طور پر سامنے آیا ہے جو عورت کی شناخت، زبان، تجربے اور سماجی تشکیل کو نئے زاویوں سے دیکھتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق عورت کی شناخت کوئی جامد حقیقت نہیں بلکہ ایک متغیر اور کثیرالجہتی تشکیل ہے جو مختلف سماجی، ثقافتی اور تاریخی عوامل سے متاثر ہوتی ہے۔ زیرِ نظر شعری مجموعہ”زمین کامذہب“ کی نظموں کا مطالعہ اس تناظر میں کیا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ ڈاکٹر ثمینہ گل نے انسانی تجربات، جذبات اور زندگی کے مختلف پہلوؤں کو ایسے انداز میں پیش کیا ہے جو پوسٹ ماڈرن فکری رجحانات سے بھی ہم آہنگ دکھائی دیتا ہے۔

پوسٹ ماڈرن فیمنزم کے مطابق عورت کی شناخت ایک واحد اور متعین صورت نہیں رکھتی بلکہ یہ مختلف تجربات اور حالات کے تحت تشکیل پاتی ہے۔ شعری مجموعہ کی نظمیں جیسے "زندگی" ، "خوشبو" ، "وہ اک مسافر" ، "ارادے" اور "معافی نامہ" اس

بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ شاعرہ انسانی وجود کی داخلی کیفیت اور شناخت کے مختلف پہلوؤں کو بیان کرتی ہیں۔

یہ نظمیں عورت کے وجود کو ایک متحرک اور متنوع تجربے کے طور پر پیش کرتی ہیں جہاں زندگی کے مختلف مراحل میں شناخت نئی صورتیں اختیار کرتی رہتی ہے۔ اس طرح یہ متن پوسٹ ماڈرن فکر کے اس تصور سے ہم آہنگ نظر آتا ہے جس میں شناخت کو ایک مسلسل تشکیل پانے والا عمل سمجھا جاتا ہے۔

پوسٹ ماڈرن نظریہ ادب میں بڑے بیانیوں (Grand Narratives) کی نفی کرتا ہے اور اس کے بجائے چھوٹے اور متنوع بیانیوں کو اہمیت دیتا ہے۔ زیرِ نظر شعری مجموعہ میں شامل متعدد نظمیں جیسے "تھکے ہوئے رنگ" ، "ہوا کے دوش پر رکھی چیخیں" ، "برف اور دھوپ سے زندگی" ، "درِیدہ دامن شب" وغیرہ اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ شاعرہ زندگی کے مختلف اور بظاہر متضاد تجربات کو پیش کرتی ہیں۔

ان نظموں میں کوئی ایک حتمی سچائی نہیں بلکہ متعدد معنی اور تعبیرات موجود ہیں۔ یہ کثیر المعنویت پوسٹ ماڈرن ادب کی ایک نمایاں خصوصیت ہے

اردو ادب میں بھی ان نظریات کے اثرات نمایاں ہوئے ہیں، جہاں خواتین لکھاریوں نے اپنے تجربات اور احساسات کو ایک نئے شعور کے ساتھ بیان کیا ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں شامل نظمیں جیسے "زندگی"، "خوشبو"، "وہ اک مسافر"، "میری زندگی تھی وہ" وغیرہ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ شاعرہ نے انسانی زندگی اور احساسات کو بڑی گہرائی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جدید تانیثی نظریات کے مطابق عورت کی سب سے بڑی جدوجہد اپنی شناخت کی بازیافت ہے۔

ان نظموں میں عورت کو محض ایک سماجی کردار کے طور پر پیش نہیں کیا گیا بلکہ اسے ایک ایسے فرد کے طور پر دکھایا گیا ہے جو اپنے وجود، احساسات اور خوابوں کے ساتھ زندگی کی معنویت کو تلاش کرتی ہے۔ یہ رجحان پوسٹ ماڈرن فیمنزم کے اس تصور سے ہم آہنگ ہے جس میں عورت کی شناخت کو جامد نہیں بلکہ متحرک اور ارتقائی عمل کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔

شعری مجموعہ "زمین کا مذہب" کی کچھ نظمیں جیسے "زمین کا مذہب"، "تھکے ہوئے رنگ"، ، "ارادے" وغیرہ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ ڈاکٹر ثمینہ گل نے معاشرتی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو موضوع بنایا ہے۔ جدید تانیثی تنقید خصوصاً

ریڈیکل فیمنزم اس بات پر زور دیتا ہے کہ معاشرے کی ساخت مردانہ اقتدار کے زیر اثر تشکیل پاتی ہے۔

ان نظموں میں زندگی کی تلخی، ناانصافی اور سماجی رویوں کی سختی کا احساس نمایاں ہوتا ہے۔ ڈاکٹر ثمینہ گل کے ہاں یہ احساس ملتا ہے کہ انسان، خصوصاً عورت کو معاشرتی اقدار اور روایتوں کے دباؤ کے تحت زندگی گزارنی پڑتی ہے۔ اس طرح یہ تحریریں معاشرتی ڈھانچے کے اندر موجود تضادات کو اجاگر کرتی ہیں۔

اردو ادب میں محبت ہمیشہ ایک اہم موضوع رہا ہے، لیکن اکثر یہ مردانہ نقطۂ نظر سے بیان کی گئی ہے۔ جدید تانیثی تنقید اس روایت کو چیلنج کرتی ہے اور محبت کے تجربے کو عورت کی نظر سے دیکھنے کی کوشش کرتی ہے۔

زیرِ نظر شعری مجموعہ کی نظمیں جیسے "محبت کی گرد میں بندھی نظم مسلسل زندگی تھی وہ"، "چراغ" وغیرہ اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ مصنفہ کے ہاں محبت صرف رومانوی جذبہ نہیں بلکہ ایک گہرا انسانی تجربہ ہے۔ ان نظموں اور تحریروں میں محبت کے ساتھ وابستہ امید، محرومی اور جذباتی پیچیدگیوں کو بیان کیا گیا ہے۔

یہ رجحان اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ شاعرہ محبت کے روایتی بیانیے سے آگے بڑھ کر اسے انسانی وجود کے ایک وسیع تر تجربے کے طور پر دیکھتی ہے۔

کتاب کے ابتدائی حصے میں نعتیہ کلام اور حمدیہ مضامین شامل ہیں، جو اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ثمینہ گل کے فکری پس منظر میں مذہبی اور روحانی اقدار بھی اہم ہیں۔ جدید تانیثی تنقید کے بعض رجحانات اس بات پر زور دیتے ہیں کہ عورت کے تجربات کو صرف مغربی نظریاتی فریم ورک میں نہیں بلکہ مقامی تہذیبی اور مذہبی سیاق میں بھی سمجھا جانا چاہیے۔

اس حوالے سے یہ شعری مجموعہ ایک ایسے ثقافتی یا مقامی تانیثی شعور کی نمائندگی کرتی ہے جس میں مذہب، اخلاقیات اور انسانی اقدار کو اہم مقام حاصل ہے۔

"زمین کا مذہب" کی نظمیں جیسے "برف اور دھوپ سے زندگی"، "درِیدہ دامن شب چراغ"، "زندگی" وغیرہ زندگی کے وجودی پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہیں۔ ان نظموں میں انسان کی تنہائی، جستجو اور معنویت کی تلاش کا احساس نمایاں ہے۔

یہ رجحان جدید ادبی فکر کے اس تصور سے ہم آہنگ ہے جس میں انسان کی داخلی کیفیت اور اس کے وجودی سوالات کو ادب کا بنیادی موضوع سمجھا جاتا ہے۔ مصنفہ کے ہاں زندگی کے ان تجربات کو نہایت حساس اور شعری انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر ثمینہ گل کا اسلوب علامتی، تاثراتی اور جذباتی نوعیت کا ہے۔ ان کی تحریروں میں فکری گہرائی کے ساتھ ساتھ ایک تخلیقی لطافت بھی موجود ہے۔ علامتوں اور استعارات کے ذریعے زندگی کے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا گیا ہے۔

یہ اسلوب جدید اردو شاعری اور نثر کی اس روایت سے جڑا ہوا ہے جس میں داخلی احساسات اور انسانی تجربات کو علامتی انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو مذکورہ شعری مجموعہ کی شاعری ایک ایسے فکری اور تخلیقی منظرنامے کی عکاسی کرتی ہے جس میں زندگی، محبت، سماجی تجربات اور انسانی احساسات کو گہرائی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جدید تانیثی نظریات کے تناظر میں یہ تحریریں عورت کے داخلی شعور، شناخت اور سماجی تجربات کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتی ہیں۔

یہ شعری مجموعہ نہ صرف ادبی اعتبار سے اہمیت رکھتا ہے بلکہ جدید تانیثی تنقید کے حوالے سے بھی قابلِ توجہ ہے کیونکہ اس میں عورت کے احساسات اور تجربات کو ایک حساس اور فکری انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ شعری مجموعہ "زمین کا مذہب “ کی نظمیں اردو ادب میں عورت کے فکری اور تخلیقی کردار کو نمایاں کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

ڈاکٹر فرزانہ کوکب